اولاد کے معنوی حقوق

سیّد شعیب حیدر عابدی[1]

خلاصہ

اولاد ہمارے ہاتھ میں اللہ تعالی کی نعمت اور امانت ہے۔ اس کے کچھ حقوق ہیں ہمارے ذمّہ۔ ایک بڑی ذمہ داری ہے ہمارے کاندھوں پر۔ اگر والدین نے اپنی اولاد کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کی۔ دنیا میں پر سکون رہیں گے کہ اپنی ذمہ داری ادا کردی ہے۔ قیامت میں بھی اللہ تعالی کی جانب سے اجر عظیم کے مستحق ٹھہریں گے۔ اگر نہیں تو، دنیا میں بھی پریشان رہیں گے۔ آخرت میں بھی گناہ گار ہوں گے۔ اولاد کے مختلف زاویوں سے حقوق ہیں۔ جیسے روحانی، جسمانی، نفسیاتی، معاشرتی، تعلیمی و معرفتی وغیرہ۔ اس مختصر تحریر میں، فقط روحانی اور معنوی حقوق کی جانب توجہ دلائی گئی ہے۔ معنوی حقوق میں اولاد کیلئے دعا گو رہنا اور رزق حلال کی فراہمی شامل ہے۔

مقدمہ:

اللہ تعالی کی جانب سے کوئی نعمت انسان کے اوپر آتی ہے۔ انسان پر اس کا شکر ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ سعادت مند اور کامیاب انسان نعمت کا اقرار کرتے ہیں۔ اس کے دل سے قدر دان ہوتے ہیں۔ عمل سے اس کا حق ادا کرتے ہیں۔ انہیں نعمتوں میں سے ایک نعمت اولاد ہے۔ ہم اللہ تعالی کے بندے ہیں۔ مسلمان ہیں۔ ہمیں خدا کو روز قیامت جواب دینا ہے نعمتوں کے سلسلے میں۔ اسی وقت ہم خدا کی بارگاہ میں جواب دے سکیں گے جب ہم نے اس نعمت کے ساتھ وہی سلوک کیا ہوگا جو دنیا میں اللہ نے ہم سے چاہا تھا۔ اس کیلئے، اس کے حقوق ادا کرنا ضروری ہے۔ حقوق ادا کرنے سے پہلے کا مرحلہ حقوق کا جاننا ہے۔ وہ حقوق ادا کرکے جو قرآن مجید اور معصومین (علیہم السلام) کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں، ہمارا دل مطمئن ہو جائے کہ جو ہمارے پروردگار نے ہم سے چاہا تھا، ہم نے ویسا ہو برتا و اس کی نعمت اور امانت یعنی اولاد کے ساتھ رکھا۔ اب ہم سکون سے خدا کو جواب دے سکتے ہیں۔

بعض والدین نے اپنی اولاد کی تربیت کیلئے انتھک محنت اور کوشش کی ہے۔ ان کے حقوق پورے پورے ادا کئے ہیں۔ یقیناً ایسے ہی والدین ہیں جو اس تعریف کے مستحق ہیں۔ آئندہ ہونے والے والدین کیلئے، ان آیات میں خوشخبری ہے۔ وہ اپنی اولاد کے حقوق صحیح طرح سے ادا کریں۔ وہ اس دعا کے مستحق ٹھہریں گے۔

" وَقَضَى رَبُّكَ أَلاَّ تَعْبُدُواْ إِلاَّ إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُ هُمَا أَوْ كِلاَهُمَا فَلاَ تَقُل لَّهُمَآ أُفٍّ وَلاَ تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيمًا (٢٣) وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا .[٢] ؛اور یہ تمہارے پروردگار

---

[1] shoaibheydarabedi@gmail.com

[٢] ۔ سورہ اسراء (۱۷): آیت ۲۴۔

کا فیصلہ ہے۔ تم سب اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا۔ اور اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاو کرنا۔ اور اگر تمہارے سامنے ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو جائیں؛ تو خبر دار! ان سے اُف بھی نہ کہنا! نہیں جھڑکنا بھی نہیں۔ ان سے بات ادب کے ساتھ کرنا۔ عجز و نیاز سے ان کے آگے جھکے رہو۔ ان کے لئے دعا کرو: پروردگارا! جیسے انہوں نے (جان چھڑک کر) ہمیں بچپن میں پالا پوسا اور ہماری تربیت کی تھی؛ اس کے بدلے میں تو بھی ان دونوں کے حال پر اپنی رحمت فرما۔"

حضرت امام زین العابدینؑ والدین کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق سمجھتے ہیں۔ خدا سے ان کے اوپر رحم کرنے کی دعا کرتے ہیں:

" اللهم اشکر لهما تربیتی، و اثبهما علی تکرمتی۔ [3]؛ اب میرے اللہ! تو میرے والدین نے میری تربیت کی؛ توان کو ان کو اس کا اچھا اجر عطا کر۔ انہوں نے میرا احترام کیا؛ توان کو اس کا ثواب عطا کر۔"

اولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ کتنے ہی لوگ اس کیلئے تڑپتے ہیں۔ کوششیں کرتے ہیں۔ دعائیں کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کو بڑی منتوں اور مُرادوں کے بعد یہ نصیب ہوتی ہے۔ ہم پر اس کی قدر کرنا واجب ہے۔ اس کا شکر کرتے رہنا ضروری ہے۔ اس کا حقوق کو پہچاننا، انہیں صحیح سے ادا کرنا ہمارا فریضہ ہے۔ اس سے اولاد نیک اور صالح ہوگی۔ دنیا میں ہماری نیک نامی کا باعث بنے گی۔ آخرت میں خدا ہم سے راضی ہوگا۔

کیونکہ اولاد کے حقوق کی ادائیگی سے سے ہی ان کی فکر، اخلاق شخصیت برائیوں سے پاک ہوتی ہے اور خوبیوں و کمالات کی حامل بنتی ہے۔

اس کے برعکس ناصالح اولاد اس کیلئے بے عزّتی، پریشانی اور افسردگی کا سبب بنتی ہے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

" ولد السوء یهدم الشرف، و یشین السّلف۔ [4]؛ بگڑی ہوئی ہوئی اولاد بدنامی کا باعث ہوتی ہے اور بزرگوں کو رسوائی کا سامنا کرواتی ہے۔"

اور آپؑ فرماتے ہیں:

"اشدّ المصائب سوء الخلف۔ [5]؛ بُری اولاد بڑی مصیبت ہے۔"

حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں:

"و اما حق ولدک فان تعلم انه منک و مضاف الیک فی عاجل الدنیا بخیره و شرّه ۔۔۔۔ [6]؛ تمہاری اولاد کا تم پر ایک حق تو یہ ہے کہ تم اسے اپنا سمجھو۔ یہ بھی جانو کہ اس دنیا میں اس کی ہر اچھائی برائی ہر نیکی بدی کا رشتہ تم سے جڑا ہوا ہے۔"

---

[3] امام سجادؑ: صحیفہ سجادیہّ، دعا ۲۴، ص ۱۴۴

[4] الآمدی التمیمی، غرر الحکم، شرح: ہاشم رسولی محلاتی، ۲ج، ص ۶۷۵، ح ۱۲؛ (باب الوالد و ولد).

[5] ۔الآمدی التمیمی، غرر الحکم، ح ۳

[6] الحرّانی، تحف العقول، ماروی عن الامام علی بن الحسینؑ، رسالتہ فی جوامع الحقوق، ص ۱۴۰، حق اولاد

چنانچہ، اگر والدین اولاد کو اپنا سمجھیں۔ ان کی تربیت میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں؛ تو اس سے ان کی دنیا میں نیک نامی ہو گی۔ یہ ان کا دنیا میں اچھا اجر ہے۔ اس کے علاوہ، آخرت میں بھی ان کو اس کا بھرپور اجر و ثواب ملے گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

" یلزم الوالد من الحقوق لولده ما یلزم الولد من الحقوق لوالده۔[7]؛ جس طرح سے باپ کے بیٹے پر کچھ حقوق ہیں؛ اسی طرح سے بیٹے کے بھی باپ پر کچھ حقوق ہیں۔"

اور حضرت علیؑ نے فرمایا:

" کل امری مسئول عمّا ملکت یمینه و عیاله۔[8]؛ ہر آدمی سے اس کے زیر کفالت افراد اور گھر والوں کے بارے میں پوچھ گچھ کی جائے گی۔"

حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں:

" و اما حق ولدک فان تعلم ۔۔۔انک مسئول عمّا ولّیته من حسن الادب[9]؛ تمہاری اولاد کا حق۔۔۔؛ یہ جان لو کہ اس کی اچھی تربیت کے سلسلے میں تم ذمہ دار اور جواب دہ ہو۔"

ایک دعا میں امام سجادؑ فرماتے ہیں:

"۔۔۔۔ و استعملنی بما تسئلنی غداً عنه[10]؛ اے خدا! اس کام میں مجھے مصروف رہنے کی توفیق عطا کر؛ جس کے بارے میں تو روز قیامت، مجھ سے سوال کرے گا۔"

حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں:

" و امّا حق ولدک۔۔۔۔۔ فاعمل فی امره عمل من یعلم انه مثاب علی الاحسان الیه۔۔۔۔[11]؛ اولاد کا حق: اس یقین کے ساتھ اچھی تربیت دینے میں اپنی کارکردگی دکھاؤ کہ عہدہ برآ ہو گئے، حق ادا کر دیا تو پروردگار کی بارگاہ سے تمہیں اس کا اجر ضرور حاصل ہو گا۔"

اولاد کے حقوق ادا کریں۔ اس سے وہ ذہنی اور جسمانی لحاظ سے صحیح اور سالم ہوں گے۔ معتدل شخصیت کے حامل بنیں گے۔ معاشرے کیلئے مفید ثابت ہوں گے۔ آج ہم ان کے حقوق ادا کریں؛ کل وہ بھی دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔ دنیا میں محبت اور امن کا پیکر بنیں گے۔ خوشیاں تقسیم کریں گے۔ خوشبوئیں بکھیریں گے۔ انشااللہ۔

اگر انسان اپنی اولاد کے حقوق ٹھیک طور پر ادا نہ کرے؛ اس سے ان کے بیمار، کمزور اور ناکام ہو جانے کا خدشہ ہے۔ عام طور سے انسان یہ چاہتا ہے اپنے بعد، صحیح، سالم، تندرست اور ہر لحاظ سے قدرت مند اور کامیاب اولاد چھوڑ کر جائے۔

---

[7]۔ المتقی الہندی، کنز العمال/ج۱۶، ص ۴۴۴، ح ۴۵۳۴۴، باب ۷ فی بر الاولاد و حقوقھم)

[8]۔ الآمدی، غرر الحکم، ح ۷۲۵۴

[9]. علی بن حسین (امام سجادؑ)، رسالۃ الحقوق، ص ۱۴۰

[10]۔ ایضا، صحیفہ سجادیہؑ، دعا نمبر ۲۰، ص ۱۱۳

[11] امام سجادؑ: رسالۃ الحقوق، ص ۱۴۰، حق فرزند

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

"وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُواْ مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُواْ عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّهَ وَلْيَقُولُواْ قَوْلاً سَدِيدًا[12]؛اوران لوگوں کواس بات سے ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ خود اپنے بعد ضعیف اور ناتوان اولاد چھوڑ جاتے؛ تو کس قدر پریشان ہوتے؛ لہٰذا خدا سے ڈریں اور سیدھی سیدھی گفتگو کریں۔"

نتیجۃً، روز قیامت اللہ تعالی نعمتوں کا سوال کرے گا۔ان نعمتوں میں سے ایک نعمت اولاد ہے۔ جس طرح سے والدین کے حقوق اولاد پر فرض ہیں؛اسی طرح سے اولاد کے حقوق بھی والدین کے اوپر فرض ہیں۔اولاد کے حقوق میں سے ایک بنیادی حق "ان کی تعلیم وتربیت" ہے۔اس کا سوال روز قیامت ہوگا۔

اولاد کے حقوق:

قرآن وحدیث کی روشنی میں اولاد کے حقوق درج ذیل ہیں:

الف) اولاد کے معنوی حقوق؛ب) اولاد کے اخلاقی و نفسیاتی حقوق؛ج) اولاد کے معاشرتی حقوق؛د) اولاد کے جسمانی حقوق؛ھ۔اولاد کے فکری و علمی حقوق

اس مختصر سے مضمون میں ہم فی الحال، فقط اولاد کے معنوی حقوق پر روشنی ڈالیں گے۔

اولاد کے معنوی حقوق

اولاد کے معنوی حقوق دو اقسام پر مشتمل ہیں:

۱۔اولاد کے لئے دعا کرنا

۲۔حلال رزق کی فراہمی

پہلا حق: اولاد کیلئے دعا گو رہنا:

لغوی معنٰی: دعا یعنی پکارنا، گڑگڑانا، التجا کرنا، درخواست کرنا اور مانگنا۔

علامہ طالب جوہری دعا کے اصطلاحی معنی یوں فرماتے ہیں: خدا کی بارگاہ میں ذہنی طور پر پیش ہو کر، اپنی حاجتیں طلب کرنا ہے"[13]۔

دعا خالق اور مخلوق کے درمیان رابطہ ہے۔ یہ مانگنے والے اور عطا کرنے والے کے درمیان بہت کانفیڈینشیل، تیز رفتار اور براہ راست کمیونیکیشن ہے۔جدید اصطلاح میں دعا ایک ایسی ہاٹ لائن ہے جو بندے اور اس کے پالنے والے کے درمیان ہر جگہ، ہر لمحہ، ہر وقت لائیو (live) رہتی ہے۔اس کے دوسرے سرے پر بادشاہوں کا بادشاہ، آسمانوں اور زمینوں کا پالنہار، کائنات کے خزانوں کا مالک، عطا کرنے کے بہانے ڈھونڈنے اور عطا کرنے کا سب سے زیادہ اختیار رکھنے والا، اللہ رب العالمین اپنے بندے کی کال (call) یعنی دعا کو

---

[12] ۹: سورۃالنساء (۴)

[13] سیّد: ربُّ العالمین دعا اور انسان، ص۱۱

بغیر کسی مداخلت کے براہراست، ذاتی طور پر شرف سماعت عطا کر رہا ہوتا ہے۔[۱۴]

دعا کی ضرورت:

انسان کا فقر اور اللہ کی بے نیازی دعا کی ضرورت کا باعث بنتی ہے۔

"ربِّ ھب لی کمال االانقطاع الیک[۱۵]؛اے رب سب سے ٹوٹ کر ہم صرف تیرے ہو جائیں۔"

"ربِّی من لی غیرکَ"[۱۶]؛"اے میرے رب! تیرے سوا، میرا ہے کون!؟۔"

ہمارا وجود اللہ سے وابستہ ہے۔ ہم سراپا احتیاج ہیں۔ ہماری حیات کا دوام اس کے ارادے سے ہے۔ ہماری سانس اسی کے ارادے سے چل رہی ہے۔ ہمارا وجود عین فقر ہے۔ ہمارا ہر ہر کمال ہماری ہر ہر نعمت اللہ سے ہے۔ ہم اللہ کے آگے فقیر ہیں۔ یہ عقل و شعور، یہ ارادہ، یہ روحانی طاقت، یہ مادّی وسائل، یہ سب اسی کے دم سے ہیں۔

ہم اللہ کے حضور ایک بے بس، مسکین اور لاچار اور فقیر مخلوق ہیں۔ دعا ہمارا ایک عظیم، قدرتمند ہستی کے سامنے ہاتھ پھیلانا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاء إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ [۱۷]؛"اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ تو بے نیاز، لائق ستائش ہے۔"

اللہ کی ذات بے نیاز ہے۔ سرچشمہ خیر ہے۔ عین سرچشمہ قدرت ہے۔ سرچشمہ کمالات ہے۔ سرچشمہ علم ہے۔ زمین اور آسمان کے خزانوں کی چابیاں اس کے ہاتھ میں ہیں۔ دعا ایک آزمودہ نسخہ ہے۔ ہماری زندگیوں میں بیشمار واقعات ملیں گے۔ ان میں ہم نے دستِ خدا کو لمس کیا ہوگا۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے؛ معاملات ہمارے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں۔ خدا ہی وہاں کارساز ہوتا ہے۔ کتنی دفعہ دست غیبی ہوتا ہے جو ہمیں مشکلات اور اضطراب کے سمندر سے نکال لے جاتا ہے۔ اور دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں۔ کتنی ہی جگہ مادّی حساب وکتاب سے کوئی کام قطعی ہوتا ہے۔ لیکن خدائی طاقت سے وہ معاملہ ہمارے فائدہ میں روبہ اتمام ہوتا ہے۔ خدا کی کریم ذات ہے۔ اس نے ہمارے بغیر مانگے ہمیں اتنی نعمتیں عطا کردیں۔ ان کو ہم گن بھی نہیں سکتے۔ شکر کرنا تو درکنار ہے۔ ہر نعمت کے شکر کیلئے، ایک اور نعمت کو استعمال کرنا پڑتا ہے۔ اس کیلئے ایک اور شکر لازم آتا ہے۔

دعا کے قبول ہونے میں رکاوٹیں:

جب ہم ایسے مہربان رب سے کچھ مانگیں گے؛ کیا وہ ہمیں عطا سے منع کرے گا۔ اس کے خزانے میں تو کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ اگر وہ وقتی طور پر، ہماری کبھی کبھی ہماری حاجت کو ٹال دیتا ہے اس کی بہت سے وجوہات ہو سکتی ہیں۔ اس میں یقیناً ہمارا ہی بھلا ہے۔ کبھی کچھ رکاوٹیں خود ہمارے اعمال کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان کو ہمیں دور کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت امام زین العابدینؑ کچھ گناہوں کے نام لیتے ہیں، یہ گناہ دعا کی قبولیت کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔

---

[۱۴] سیّد: ربُّ العالمین دعا اور انسان، ص ۱۳

[۱۵] شیخ عباس قمی، مفاتیح الجنان، مناجات شعبانیہ

[۱۶]۔ شیخ عباس قمی، مفاتیح الجنان، دعاء کمیل۔

[۱۷] سورۃ فاطر (۳۵): ۱۵

آپؑ فرماتے ہیں: " و الذّنوبُ الّتی تَرُدُّ الدعاءَ: سوءُ النیّه وَ خبثُ السریره، و النفاقُ معَ الاخوانِ، و ترکُ التصدیقِ بالاجابهِ، و تاخیرُ الصلواتِ المفروضات حتی تذهب اوقاتُها، و ترکُ التقرّ بِ الی الله عزّوجلَّ بالبرّ و الصدقه، و استعمالُ البذاء و الفحشِ فی القول؛ ترجمہ: گناہ جو دعا کی قبولیت میں رکاوٹ بنتے ہیں: نیّت کا صحیح نہ ہونا، پاکٔ فطرت سے دل کا انحراف، بھائیوں سے خالص نہ ہونا، دعا کی قبولیت پر یقین نہ ہونا، نمازوں کو اپنے وقت پر نہ پڑھنا، نیکی اور صدقہ کے ذریعہ خدا کی رضا حاصل کرنے میں کوشش نہ کرنا اور زبان میں پسندیدہ الفاظ اور حق سے گریز کرنا۔"[۱۸]

دعا کے ساتھ عمل کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ خدا نے انسان کو عقل دی ہے۔ وہ اس کے مسائل کا حل اس کو بتاتی ہے۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھی مسائل کے حل کیلئے، مختلف راہیں انسان کو دکھاتا رہتا ہے۔ اس کو مواقع فراہم کرتا رہتا ہے۔ اب انسان کا کام ہے بروقت، صحیح اقدام کرے۔ ساتھ ساتھ دعا بھی جاری رکھے۔ تاکی اس کی کوششیں ثمر بخش ثابت ہوں۔

فرمایا گیا: " الدّاعی بلاعمل کاالرّامی بِلا وتَر[۱۹]؛ جو آدمی دعا کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ عمل نہیں کرتا وہ اس شخص کی مانند ہے جو بغیر کمان کے تیر پھینکنے کی کوشش کرے۔"

دعا انبیاءؑ اور اولیاءؑ کا طریقہ:

یہ خاضع، منکسر المزاج اور نرم دل بندوں کا شیوہ ہے۔ اللہ کے انبیاء علیہم السلام، اولیاء اور چنے ہوئے افراد کا بھی طریقہ رہا ہے۔ عظیم الشان پیغمبروں تک بھی رب کے سامنے سجدہ ریز ہوئے۔ اپنی ضرورتوں کیلئے، سنگین ذمہ داریوں کی ادائیگی میں ہمیشہ اللہ کے حضور گڑگڑائے۔ اس کو اپنے لئے افتخار سمجھا۔

شب عاشور میں دعا اور استغفار: شبِ عاشور ہے۔ امام علیہ السلام اور ان کے باوفا اصحاب کا محاصرہ دشمن نے کیا ہوا ہے۔ چاروں طرف گھڑسوار پہرے داری کر رہے تھے۔ امامؑ دعا اور عبادت کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ آپ پوری رات، اپنے اصحاب کے ہمراہ نماز، استغفار اور بارگاہ ربوبیت میں گریہ وزاری میں مصروف رہے۔ ۲۰ سرکار حضرت امام حسینؑ نے ابوالفضل العبّاسؑ سے کہا جاو دشمن سے ایک رات کی مہلت لے لو۔ مجھے تلاوتِ قرآن، استغفار، دعا اور نماز سے عشق ہے۔[۲۱]

دعا کا مقصد:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کیلئے خلق کیا۔ دعا عبادت کا مغز ہے۔ انسان کی جانب خدا کی توجہ، اس کی دعا کی وجہ سے ہے۔ خدا کی عنایتیں، رحمتیں اور برکتیں دعا کے وسیلے سے نازل ہوتی ہیں۔ تخلیق کائنات کا مقصد دعا سے پورا ہوتا ہے۔

درج ذیل آیت میں عبادت کو دعا کی جگہ استعمال کیا گیا ہے۔

"وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ [۲۲]؛ اور تمہارا پروردگار فرماتا ہے: مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، جو لوگ از راہ تکبر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں یقینا وہ ذلیل ہو کر عنقریب

---

[۱۸]۔ ابن بابویہ، محمد بن علی، معانی الأخبار؛ النص؛ ص ۲۷۱.

[۱۹]۔ ابن اشعث، محمد بن محمد، الجعفریات (الاشعثیات)، ص ۲۲۴

۲۰۔ ابن طاؤس، لہوف، ص ۱۳۱۔

۲۱۔ مقرم، مقتل مقرم، ص ۱۴۷

۲۲ سورۃ غافر (۴۰): (۶۰)

جہنم میں داخل ہوں گے"۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے اس آیت کے ذیل میں ارشاد فرمایا کہ یہاں عبادت سے مراد دعا ہے۔[23]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"الدعاء مخ العبادة: دعا عبادت کا مغز ہے۔"[24]

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُواْ لِي وَلْيُؤْمِنُواْ بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ[25]؛"اور جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق سوال کریں تو (کہدیں کہ) میں (ان سے) قریب ہوں، دعا کرنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں، پس انہیں بھی چاہیے کہ وہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ راہ راست پر رہیں۔"

درج ذیل آیت میں دعا کو خلقت کا ہدف قرار دیا گیا ہے:

"قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ[26]؛" کہد یجئے: اگر تمہاری دعائیں نہ ہوتیں تو میرا رب تمہاری پرواہ ہی نہ کرتا۔"

دعا مومن کا ہتھیار ہے۔[27]

اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔ دعا کی اجازت دی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے۔

دعا امید کی کرن ہے۔ دعا صبح کا اجالا ہے۔ دعا خوشیوں کی نوید ہے۔ دعا اللہ کی عطا ہے۔ دعا اللہ کی نعمت ہے۔ اللہ ہمارا مالک ہے۔ ہمارا خالق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے دروازے ہمارے لئے کھولے۔ اس کے سامنے ہاتھ پھیلانا، اپنے جیسے کسی بے وقار شخص کے آگے ہاتھ پھیلانے کی رسوائی سے بہتر ہے۔ جس نے اس کے علاوہ کسی اور کے در پر دستک دی؛ وہ رسوا ہو گیا۔ جس نے اس عظیم رب کو چھوڑ کر کسی اپنے جیسے سے لو لگائی وہ ناامید ہو گیا۔

اولاد کی تربیت کا معاملہ بہت پیچیدہ ہے۔ اس میں ہمارا واسطہ دشمن سے ہے۔ انسانوں کو بہکانے کیلئے، ہمارا قسم خوردہ دشمن ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے۔ اس کی پوری کوشش ہے۔ ہماری اولاد کو خدا کے راستے سے ہٹا دے۔ ہماری توانائیاں محدود ہیں۔ بہت سے مسائل ہماری پیش بینی سے باہر ہوتے ہیں۔ دشمن نت نئے طریقے اختیار کر رہا ہے۔ ثقافتی یلغار اپنے عروج پر ہے۔ اس سلسلے میں، خدا کی مدد سے ہی ہم دشمن کو شکست دے سکتے ہیں۔ آج کل کے دور میں۔ اولاد کو دین کے راستے پر ثابت قدم رکھنا بہت دشوار کام ہے۔ اس سلسلے میں جہاں عقل اور علم کے گھوڑے دوڑانے کی ضرورت ہے۔ وہاں خدا کے حضور مسلسل گڑگڑانے کی بھی اشد ضرورت ہے۔ اس طرح انشاء اللہ ہم اپنی اولاد کے سلسلے میں اپنے سنگین فریضہ سے سبک دوش ہو سکیں گے۔

قرآن کریم نے کئی مقامات پر، انبیاء علیہم السلام کی اپنی اولاد کے سلسلے میں دعائیں نقل کی ہیں۔ اس سے والدین کیلئے اولاد کیلئے دعا

---

۲۳ کلینی: اصول الکافی، ج

۲۴ ابن فہد حلی، احمد بن محمد، عدۃ الداعی و نجاح الساعی، ص ۲۹

۲۵ سورۃ البقرۃ (۲): ۱۸۶

۲۶ سورۃ الفرقان (۲۵): ۷۷

۲۷۔ علی بن موسی، امام ہشتم علیہ السلام، صحیفۃ الامام الرضا علیہ السلام، صحیفۃ الامام الرضا علیہ السلام؛ ص ۶۵

گو رہنے کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان دعاوں میں انبیاء علیہم السلام نے ان کیلئے صحت، سلامتی، دینداری، نماز، رزق، خالص اور سچا ایمان، مومنین کی قیادت مانگی ہے۔ جن انبیاء علیہم السلام کی دعائیں نقل کی ہیں ان کے نام ہیں حضرت ابراہیم، حضرت زکریا علیہ السلام،

اولاد کیلئے قرآنی دعائیں درج ذیل ہیں:

الف) تربیت اولاد کیلئے قرآنی دعائیں:

قرآن کریم میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت زکریاؑ کی دعا اپنے اور اپنی اولاد کیلئے اس طرح سے ذکر ہوئی ہیں۔

۱۔ « ربّنا واجعلنا مسلمين لك و من ذرّيتنا أمّة مسلمة لك.»[۲۸]

اے ہمارے رب! ہم دونوں کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنا اور ہماری ذریت سے اپنی ایک فرمانبردار امت پیدا کر اور ہمیں ہماری عبادت کی حقیقت سے آگاہ فرما اور ہماری توبہ قبول فرما، یقینا تو بڑا توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

۲۔ « ربِ اجعلني مقيم الصلاة ومن ذريتي ربنا و تقبل دعآء»[۲۹]

پروردگار مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد میں سے بھی، ہمارے پروردگار میری دعا قبول فرما۔

۳۔ « واذ قال ابراهيم ربّ اجعل هذا البلد ءامناً واجنبي و بنّي اَن نعبد الأصنام»[۳۰]

اور (وہ وقت یاد کیجیے) جب ابراہیم نے دعا کی: پروردگارا! اس شہر کو پر امن بنا اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا۴ــــــ « هنالك دَعا زكريا ربّه قال ربّ هب لي من لدنك ذرّية طيّبة انّك سميع الدَّعا.»[۳۱]

۔اس مقام پر زکریا نے اپنے رب کو پکارا، کہا: پروردگارا! مجھے اپنی عنایت سے صالح اولاد عطا کر، یقینا تو ہی دعا سننے والا ہے

۵۔ «ربَ هب لي من الصالحين»[۳۲]

پروردگار! مجھے صالحین میں سے (اولاد) عطا کر!

٦۔ « والذين يقولون ربّنا هب لنا من ازواجنا و ذرياتنا قرة أعين و اجعلنا للمتقين اماماً»[۳۳] اور جو دعا کرتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہمیں ہماری ازواج اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا دے.

ب): احادیث میں تربیت اولاد کیلئے دعائیں:

اس باب میں کافی دعائیں ہیں۔ بہ طور نمونہ اولاد کیلئے، حضرت امام سجادؑ کی دعا نقل کی جارہی ہے۔:

«اللّهم و مُنّ عليَّ بِبَقآء ولَدي، و بِاصلاحهم لي، و بِامتاعي بهم ـــ الهي امدد لي في اَعمارهم، و زِد لي في اجالهم، و رَبِّ لي صغيرهم، و قَوِّلي ضَعيفهَم، واَ اَصِحَّ لِيَ ابدانَهم و اَديانَهم و اخلاقَهُم، و عافِهِم في انفسهم و فيَ جوارحهم و في كلّ ما عُنِيتُ

۲۸بقرہ (۲): ۱۲۸.

۲۹. ابراہیم (۱۴): ۴۰.

۳۰. ابراہیم (۱۴): ۳۵.

۳۱. ال عمران (۳): ۳۸.

۳۲. الصافات (۳۷): ۱۰۰.

۳۳. الفرقان (۲۵): ۷۴.

به من امرهم، و اَدرِرلي وعَلي يدي ارزاقَهم ــ و اجعلهم ابراراً اَتقيِ آءَ بصَرآءَ سامعيِن مطيعيِن لك، ولاَوليآئك محبّين مناصحين، ولجميع اعدائك معاندين و مبغضيِن، امين آ اللهم اشددبهم عَضْدي، و اقم بهمَ اَودي، وكَثّر بهم عدديَ، وزين بهم محضَري، و اَحي بهم ذكري، واكفني بهم في غَيبتي؛ و اَعنّي بهم علي حاجتي، و اجعَلهملي محبين، و عَلَيّ حَد بين مقبلين مســـتقيمين لي، مطيعين غير عاصـــين ولاعاَقّين ولا مخالفيَن ولا خاطئين و اَعنّي علي تربيتهم و تأديبهم و برهم، وهبلي منلدنك معهم اولاداً ذكورا، و اجعل ذلك خيراً لي، و اجعلهم لي عونا علي ما سألتك ـ و اَعذني و ذريتي منالشيطان الرجيم....»[٣٤]

"اے میرے معبود! میری اولاد کی بقا اور ان کی اصلاح اور ان سے بہرہ مندی کا سامان مہیا کرکے مجھے ممنونِ احسان فرما۔ میرے سہارے کے لئے، ان کی عمروں میں برکت اور ان کو زندگیوں میں طول دے۔ ان میں سے چھوٹوں کی پرورش فرما۔ کمزوروں کو توانائی دے۔ ان کی جسمانی، ایمانی اور اخلاقی حالت کو درست فرما۔ ان کے جسم و جان اور ان کے دوسرے معاملات میں، جن میں مجھے اہتمام کرنا پڑے؛ انہیں عافیت سے ہمکنار رکھ۔ میرے لئے اور میرے ذریعہ سے ان کے لئے رزقِ فراوان جاری کر۔ انہیں نیکوکار، پرہیزگار، روشن دل، حق کا سننے والا اور اپنے فرمانبردار اور اپنے دوستوں کا دوست و خیر خواہ اور اپنے تمام دشمنوں کا دشمن و بدخواہ قرار دے۔ آمین! اے اللہ! ان کے ذریعہ میرے بازوٴں کو قوی اور میری پریشان حالی کی اصلاح ان ان کی وجہ سے میری جمعیت میں اضافہ اور میری مجلس کی رونق دوبالا فرما۔ ان کی بدولت میرا نام زندہ رکھ۔ میری عدم موجودگی میں انہیں میرا قائم مقام قرار دے۔ ان کے وسیلے سے، میری حاجتوں میں میری مدد فرما۔ انہیں میرے لئے دوست، ہمہ تن متوجہ، ثابت قدم اور فرمانبردار قرار دے۔ وہ نافرمان، سرکش، مخالف و خطاکار نہ ہوں۔ ان کی تربیت و تادیب اور ان سے اچھے برتاوٴ میں میری مدد فرما! ان کے علاوہ بھی مجھے اپنے خزانہ رحمت سے نرینہ اولاد عطا کر۔ انہیں میرے لئے سراپائے خیر قرار دے۔ انہیں ان چیزوں میں جن کا میں طلب گار ہوں، میرا مددگار بنا۔ مجھے اور میری ذرّیت کو شیطان مردود سے پناہ دے۔۔۔"

۲) دوسرا حق: حلال رزق کی فراہمی:

حلال رزق یعنی وہ روپیہ پیسہ جو انسان اللہ تعالی کی طرف سے حلال کردہ طریقوں سے حاصل کرے۔ اس میں کوئی دھوکہ، ملاوٹ، جھوٹ شامل نہ ہو۔ بغیر محنت کے کسی اور کا حق چھین کر حاصل نہ کیا ہو۔ حلال رزق کا تربیت اولاد پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ اولاد کے دین دار، نیک اور صالح ہونے میں حلال کی کمائی کا اہم کردار ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

" يا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلالاً طَيِّباً وَ لا تَتَّبِعُوا خُطُواتِ الشَّيْطانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبينٌ [٣٥]؛ ۔لوگو! زمین میں جو حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاوٴ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو، یقیناوہ تمہارا کھلا دشمن ہے"

حضرت امام حسین علیہ السلام نے عمر بن سعد کی لشکر سے خطاب کرتے فرمایا:

---

۳۴. علی بن حسینؑ، صحیفہ کاملہ سجادیہ، ص۱۴۸ (۲۵-دعاءہُ ولدہ؛ اپنی اولاد کیلئے)

۳۵. البقرة: ۱٦۸

" كُلُّكُمْ عَاصٍ لِأَمْرِي غَيْرُ مُسْتَمِعٍ قَوْلِي فَقَدْ مُلِئَتْ بُطُونُكُمْ مِنَ الْحَرَامِ وَ طُبِعَ عَلَى قُلُوبِكُمْ ".[36]؛ "تم سب نے میری بات کی نافرمانی کی ہے۔ تم لوگ میری بات نہیں سنتے؛ کیونکہ تمہارے شکم حرام سے بھر چکے ہیں۔ تمہارے دلوں پر مہر لگ چکی ہے۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: " الْعِبَادَةُ مَعَ أَكْلِ الْحَرَامِ كَالْبِنَاءِ عَلَى الرَّمْلِ و قيل على الماء".[37]؛ "حرام مال کھانے کے ساتھ، عبادت کرنا ایسا ہی ہے جیسا مٹّی یا پانی کے اوپر عمارت کو تعمیر کرنا۔" حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا" الكادّ على عياله كالمجاهد فی سبيل الله [38]؛ جو شخص اپنے اور اپنے اہل خانہ کیلئے کام اور محنت کرتا ہے (رزقِ حلال کماتا ہے) وہ مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے انسان کو وجود بخشا۔ کوئی اس کا نام لیوا نہ تھا۔ اس کا ذکر پیدا کیا۔ اس کو بغیر مانگے انگنت نعمتوں سے نوازا۔ بغیر سوال کے، اس کو مادّی، معنوی رزق دیا۔ اسی کی طرف انسان کی پلٹ ہے۔ ہر لحہ انسان لقاء اللہ سے نزدیک ہورہا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس دنیا میں، محدود مدّت کیلئے انسان کو بھیجا گیا ہے۔ جو رب بغیر مانگے، اتنی نعمتیں دے سکتا ہے؛ تو کیا مانگنے پر وہ اپنے بندوں سے انہیں دریغ کرے گا۔ تو کیوں نہ، ہم رزق کے حصول کیلئے خدا پسند راہوں کا انتخاب کریں۔ رزق تو انسان کو ملنا ہے۔ اب یہ انسان پر منحصر ہے وہ اپنی ہمت اور حوصلے کے لحاظ سے کون سے راستے کو اختیار کرتا ہے۔ دینی یا غیر دینی۔ اخلاقی یا غیر اخلاقی۔ انسانی یا غیر انسانی۔ صحیح یا غلط۔

یہاں زندہ رہنا ہے۔ اللہ کی عبادت کرنی ہے۔ تزکیہ نفس کرنا ہے۔ اپنی اور دوسروں کی تربیت کرنی ہے۔ رفتہ رفتہ خود کو اور دوسروں کو کمالات سے ہمکنار کرنا ہے۔ اللہ نے سب کا رزق مقرر کیا ہے۔ اس کے حصول کیلئے، ہمیں قوّتوں سے نوازا ہے۔ محنت، عقل، ہاتھ، پیر، زمین، انسانوں کا ایک دوسرے سے ضرورتوں کا پورا کرنا۔ رزق کی تگ و دو کیلئے خدا نے دن کو روشنی کو خلق کیا۔ اس میں انسان، نکلے اللہ کے فضل کو تلاش کرے۔ اللہ کی ذات پر توکل۔ اس سے مدد طلب کرنا؛ اس کی رحمت اور کرم کے سائے، میں انسان اپنے حصّے کا رزق تلاش کرے۔ جو رزق اللہ نے انسان کیلئے مقرر کیا ہے؛ اس سے زیادہ انسان لے نہیں سکتا۔ وہ اس سے کوئی چھین نہیں سکتا۔

رزق وہ اچھا ہے جو انسان کو دل اور روح کا سکون عطا کرے۔ اس کو حقیقی معنوں میں کامیاب انسان بنادے۔ وہ کامیابی جو اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک کامیابی ہے۔ نہ وہ کہ جسے دنیا والے کامیابی سمجھتے ہیں۔ جسے دنیا والے کامیابی سمجھتے ہیں؛ وہ سراب ہے حقیقت نہیں ہے۔ جیسا کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

---

[36] باقر مجلسی، بحار الانوار (ط- بیروت)، ج۴۵/۸/بقیۃ الباب ۳۷ سائر ماجری علیہ بعد بیعۃ الناس لیزید بن معاویۃ إلی شہادتہ صلوات اللہ علیہ ..... ص: ۱
[37] ابن فہد حلی، عدۃ الداعی ونجاح الساعی؛ ص ۱۵۳
[38] الکلینی، الکافی (ط- الإسلامیۃ)، ج۵/۸۸/ باب من کد علی عیالہ ..... ص: ۸۸

"الناس نیام إذا ماتوا انتبهوا [۱۳۹]؛ "لوگ سو رہے ہیں (غفلت میں ہیں)؛جب مریں گے تو جاگ اُٹھیں گے"۔

اگر انسان روپیہ پیسے کا ڈھیر لگا دے۔بڑے بڑے گھر بنادے۔ہر طرح کی خوراک جمع کرلے؛لیکن ان تمام نعمتوں سے وہ واقعی بہرہ مند نہ ہوسکے۔ان سے فائدہ نہ اٹھاسکے۔یہ نعمتیں اس کی روح اور ضمیر کو اطمینان عطانہ کرسکیں۔مرتے وقت اس کے دل کو بے چین اور بے قرار رکھیں۔روز قیامت اس کو پروردگار کے حضور سرخرو نہ کرسکیں۔اس کے ابدی زندگی کو ہرا بھرا اور آباد نہ کرسکیں تو ایسی رزق کا کیا فائدہ۔

نتیجہ:

اولاد اور بچے خدا کی امانت ہیں۔روز قیامت ان کے بارے میں ہم سے سوال کیا جائے گا۔یہ ایک امتحان ہے۔ہم چاہتے ہیں کہ اس میں پاس ہوں۔سرخرو ہوں۔تو پھر ہمیں، ان کے حقوق کو جاننا ہوگا۔اولاد کے سلسلے میں اپنے الہی فرائض کو ادا کرنا ہوگا۔اولاد کے حقوق کی ادائیگی سے، ایک طرف ہم پرسکوں رہیں گے کہ ہم نے اپنی ذمہ داری ادا کردی ہے۔دوسری طرف، ان کی شخصیت بھی مفید، سنبھلی ہوئی اور کامیاب ہونے کی طرف گامزن ہوسکتی ہے۔

۱۳۹۔ مجلسی، مرآۃالعقول فی شرح اخبار آل الرسول؛ج۸؛ص ۲۹۳

فہرست مصادر و مآخذ:

۱- قرآن مجید (ترجمہ شیخ محسن نجفی)

۲- نہج البلاغۃ، ضبط نصحہ وابتکر فہارسہ العلمیہ: الدکتور صبحی الصالح، دار الہجرۃ، قم ایران، تاریخ کتابۃ مقدمۃ التحقیق: ۱۳۸۷ق، بی تا.

۳- ابن اِبی الدنیا؛ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید القرشی (م: ۲۸۱ق)، موسوعۃ الامام ابن اِبی الدنیا، المکتبۃ العصریہ، بیروت، لبنان، ۱۴۲۶ق/۲۰۰۶م، ط.الاولی، ۸ج.

۴- ابن بابویہ، محمد بن علی، معانی الأخبار- قم، ط: اول، ۱۴۰۳ق.

۵- ابن حسن نجفی، سیّد، اُصول تربیت، ادارہ تمدّنِ اسلام، کراچی، پاکستان، ۱۹۹۳ء، ط.دوم۔

۶- ابن فہد حلی، احمد بن محمد، عدۃ الداعی و نجاح الساعی، ط: اول، ۱۴۰۷ق.

۷- ابن طاؤس، لہوف، ترجمہ: علیرضا رجالی تہرانی، ناشر: نبوغ، ایران، قم، ۱۳۹۰ھ۔ش، ط-۱۶۔

۸- الآمدی التمیمی؛ عبدالواحد (م: ۵۱۰ق)، غرر الحکم و درر الکلم، ترجمہ و شرح فارسی بصورت موضوعی: ہاشم رسولی محلاتی، دفتر نشر فرہنگ اسلامی تہران، ایران، ۱۳۸۰ش، ط.چہارم، ۲ج.

۹- ابن اشعث، محمد بن محمد، الجعفریات (الأشعثیات)-مکتبۃ النینوی الحدیثۃ، تہران، ط: اول، بی تا.

۱۰- بناری؛ علی ہمت، نگرشی بر تعامل فقہ و تربیت، مرکز انتشارات مؤسسہ آموزشی وپژوہشی امام خمینیؒ، قم، ایران، ۱۳۸۳ش، ط-اول۔

۱۱- الحرانی؛ ابو محمد الحسن بن علی بن الحسین بن شعبۃ (م: ۳۸۱)، تحف العقول عن آل الرسولؐ، تقدیم و تعلیق: الشیخ حسین الأعلمی، المطبعۃ الاسلامیۃ، طہران، ایران، ۱۴۱۷ق/۱۹۹۶م، ط.السادسہ۔

۱۲- علی بن حسین (حضرت امام سجّادؑ)، صحیفۃ کاملۃ سجادیہؑ، ترجمہ: مفتی جعفر حسینؒ، پاکستان۔

۱۳- علی بن موسی، امام ہشتم علیہ السلام، صحیفۃ الاِمام الرضا علیہ السلام- ایران، مشہد، ط: اول، ۱۴۰۶

۱۴- قمی مشہدی، محمد بن محمد رضا، تفسیر کنز الدقائق و بحر الغرائب، محقق: درگاہی، حسین، تعداد جلد: ۱۴، ناشر: ایران. وزارت فرہنگ وارشاد اسلامی. سازمان چاپ وانتشارات، ایران- تہران، ۱۳۶۸ھ. ش، ط: ۱

۱۵- کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی (ط-الاِسلامیۃ)- تہران، ط- چہارم، ۱۴۰۷ق.

۱۶- مصباح یزدی، محمد تقی، باہمکاری گروہی از نویسندگان، فلسفۂ تعلیم و تربیت اسلامی، جمہوری اسلامی ایران، تہران، انتشارات مدرسہ، ط- دوم، ۱۳۹۱ش.

۱۷- مجلسی، محمد باقر بن محمد تقی، بحار الأنوار (ط- بیروت)- بیروت، ط: دوم، ۱۴۰۳ق.

۱۸- مجلسی، محمد باقر بن محمد تقی، مرآۃ العقول فی شرح اِخبار آل الرسول- تہران، ط: دوم، ۱۴۰۴ق.

۱۹- مغنیہ، محمد جواد، التفسیر المبین، اجلد، دار الکتاب الاِسلامی- ایران- قم، ط: ۳، ۱۴۲۵ھ.ق.